ISSN: 2519-6332 (Print), ISSN: 2708-1915 (Online)

فاروق احمد فاروقی ❁

عبدالحمید عدمؔ کی غزلیہ شاعری کا عروضی مطالعہ (خرابات کے حوالے سے)

A Prosodic Study of Abdul Hameed Adam's Ghazalia Poetry (With the reference of *Kharabaat*)

By *Farooq Ahmed Farooqi, EST Urdu, Department of Education, Toba Tek Singh.*

ABSTRACT

Syed Abdul Hameed Adam (1910-1981) was one of the famous Urdu Ghazal poet of 20th century. He promoted Urdu Ghazal when the trend to write Nazam was on a rise. He wrote many poetic collection. But he got more popularity by his collection *Kharabaat*. In this article, Adam's Ghazalia poetry of *Kharabaat* has been analysed with specific reference of Prosody. The Knowledge of Prosody is important in the writing of any poetic work. Prosody mainly deals with the rules that describe the diction and matrical structure of poetry. It was first coined by the Arab linguists then introduced to persian literature and finally included in Urdu literature as well. After a breif Prosodic analysis, it is described Adam's favourite meter which used in *Kharabaat*. This article deals with the various technicalities and a key to determine the place of Adam's poetry in the field of Art.

Keywords: Adam, Ghazal, Kharabaat, Prosody, Analysis, Meter.

اردو شاعری میں پہلے پہل مثنوی لکھنے کا رواج ہوا مگر جب اردو شاعری فارسی کے زیرِ اثر آئی تو اس میں فارسی شاعری کے موضوعات کے ساتھ ساتھ فارسی اصناف کا بھی چلن ہوا۔اور یوں اردو شاعری میں نہ صرف غزل

❁ ای ایس ٹی اردو، شعبۂ تعلیم، ٹوبہ ٹیک سنگھ۔

ISSN: 2519-6332 (Print), ISSN: 2708-1915 (Online)

کا رواج ہوا بلکہ غزل کو اردو شاعری کی آبرو قرار دیا گیا۔ ولیؔ دکنی سے لے کر عصر حاضر تک کے شعرا نے شعوری طور پر اردو غزل کے دامن کو وسیع تر کرنے کی کوشش کی اور اس صنف سخن کے دامن میں مطالب و مفاہیم اور اسالیب کے بے شمار خزینے چھوڑے۔

لفظ غزل، غزال سے نکلا ہے، جس کے معنی ہرن کی چیخ دار آواز، عورتوں سے باتیں کرنا یا عورتوں کے متعلق باتیں کرنا کے ہیں۔ اردو غزل ایک طویل عرصے تک اپنی اس معنوی سطح تک محدود رہی اور اس میں حسن و عشق اور ہجر و فراق کے موضوعات بیان ہوتے رہے۔ لیکن وقت کے ساتھ ساتھ اس میں جدت پیدا ہوئی اور اس صنف سخن میں زندگی کے دیگر مسائل بھی بیان ہونے لگے اور یوں اردو غزل نے اپنے کلاسیکی عہد سے جدید عہد تک ایک دشوار سفر طے کیا۔ پروفیسر آل احمد سرور غزل کے متعلق لکھتے ہیں:

> غزل زخمی غزال کی آہ یا تیر نیم کش یا محبوب سے باتیں کرنے کا نام ہے یعنی یہ عشقیہ اور غنائی شاعری ہے لیکن یہ عشق حقیقی بھی ہوسکتا ہے اور مجازی بھی، خدا سے بھی، محبوب سے بھی، کسی عقیدے یا کسی ملک سے بھی یعنی بات نظر کی ہے نظارے کی نہیں۔ (۱)

امتداد زمانہ کے ساتھ ساتھ غزل کے موضوعات میں تنوع پیدا ہوتا گیا اور میرؔ، غالبؔ اور اقبال جیسے بڑے شعرا نے غزل کو اپنی تخلیقی توانائیوں سے بلندیوں پر پہنچا دیا، مگر بیسویں صدی عیسوی کے نصف اول میں چند نقاد ایسے بھی سامنے آئے، جنھوں نے اسے نیم وحشی صنف سخن قرار دیا اور غزل کے برعکس نظم کو فروغ دیا۔ تاہم حسرتؔ موہانی، فیضؔ اور دیگر شعرا نے جہاں غزل کی طرف توجہ مرکوز کر کے اسے ایک بار پھر مقبولیت عطا کی اور ثابت کیا کہ غزل ہر دور میں زندہ و پائندہ رہے گی وہیں اس ضمن میں شاعر خرابات، عبدالحمید عدمؔ (۱۹۸۱ء-۱۹۱۰ء) کا بھی حصہ ہے۔ انھی شعرا کی بدولت غزل آج بھی زندہ ہے اور مستقبل میں بھی حیات و کائنات کے عقدے سلجھاتی رہے گی۔

عبدالحمید عدمؔ بیسویں صدی عیسوی کے ایک رند مشرب شاعر ہیں جو لاابالی اور سیلانی مزاج کے مالک تھے۔ اگرچہ عدم کے کلام میں شراب اور متعلقات شراب کا ذکر بہت زیادہ ہے، تاہم ان کی شاعری ان کے فنِ تخلیق کے اجتماعی رویے اور مزاج کی آئینہ دار ہے۔ اس میں شک نہیں کہ عدم کے کلام میں شراب و ساغر، جام و مینا اور مے خانہ کا ذکر بہت زیادہ ملتا ہے۔ مگر یہ ان کی شاعری کا صرف ایک حصہ ہے۔ اس کی شاعری میں تو بہت وسعت ہے اور موضوعات کا تنوع ملتا ہے۔ عدم کی غزل گوئی کے بارے میں سعادت سعید لکھتے ہیں:

ISSN: 2519-6332 (Print), ISSN: 2708-1915 (Online)

> عبدالحمید عدمؔ کی غزل سادگی و پرکاری کا وصف رکھتی ہے۔ وہ زندگی اور عشق کے الجھے پیچیدہ اور گہرے تجربے کو کمال روانی اور براہِ راست انداز میں قالب شعر میں ڈھالنے کا حق جانتے تھے۔ سماجی اقدار کی پرکھ کا معاملہ ہو کہ اخلاقی معیارات کا مسئلہ، اسرار کائنات کی تلاش کا سلسلہ ہو کہ نفسیاتی تہہ داریوں کے کھوج کا رویہ، عشق و ہوس کا تقابلی مطالعہ ہو کہ جنون و خرد کی تفریق کا مکاشفہ، عدم انتہائی دلیری سے ان موضوعات کو عام فہم زبان میں منتقل کرنے کے ہنر سے واقف تھے۔(۲)

عدمؔ کی شاعری پر ہمیں ایک طرف تو رومانی اور ترقی پسند تحریکوں کے اثرات کا غلبہ نظر آتا ہے (مگر وہ کسی تحریک سے وابستہ نہ تھے) جبکہ دوسری طرف ان میں جام و ساغر چھلکتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں۔ اس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ ان کی زندگی کے دو ہی محبوب مشغلے ہیں یعنی شراب پینا اور شعر کہنا۔ چناں چہ موصوف کی زندگی کے یہ مشاغل ان کی شاعری پر بھی غالب آ گئے اور دیگر اصناف کے ساتھ ساتھ ان کی نظم و غزل کو بھی اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ مگر ان تمام باتوں سے قطع نظر عدمؔ کے ہاں موسیقی اور روانی بڑا عنصر بن کر ظاہر ہوئی ہے۔ ردیف و قوافی، بحر اور صوتی آہنگ ہی موصوف شاعر کے کلام میں ترنم اور روانی کا باعث ہے۔ ان کی غزل گوئی کے متعلق معین الحق اپنے ایک مضمون میں لکھتے ہیں:

> عدمؔ کے ہاں ردیف و قوافی بڑے گنگناتے ہوئے اور مترنم ہیں۔ بحروں کا انتخاب لاجواب ہے۔ یوں محسوس ہوتا ہے، جیسے کوئی جھرنا گر رہا ہے۔ عدمؔ کی بحریں اور ردیف و قوافی ایک خاص موڈ کے مطابق ہیں۔ ان میں سے کچھ دوسرے شعرا سے متاثر ہو کر لیے گئے ہیں۔ لیکن عدمؔ کا مخصوص رنگ ان میں نمایاں ہے اور عدمؔ بڑی اور چھوٹی بحر میں یکساں طور پر کامیاب ہے۔(۳)

عدمؔ غزل کی فنی خوبیوں سے بخوبی آشنا تھے اور انھوں نے ان فنی مہارتوں کو اپنی شاعری میں خوب برتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کے کلام میں غنائیت اور موسیقیت پیدا ہو گئی ہے۔ ان کے کلام کو پڑھتے ہوئے جس روانی کا احساس ملتا ہے وہ بہت کم شاعروں کے ہاں پایا جاتا ہے۔ جہاں تک ان کی غزل میں مضامین کا تعلق ہے تو اس میں وسعت پائی جاتی ہے۔ ان کی غزلوں میں حسن و عشق کے مضامین بھی ملتے ہیں تو شراب و شباب کا ذکر بھی ملتا ہے۔ اس میں سیاسی و سماجی شعور بھی ملتا ہے اور زاہد اور واعظ پر طنز بھی نظر آتی ہے۔ چناں چہ عدمؔ نے صرف حسن و عشق کے مضامین کو ہی بیان نہیں کیا بلکہ زندگی کے دیگر مسائل کا بھی ان کو ادراک تھا لیکن ان

ISSN: 2519-6332 (Print), ISSN: 2708-1915 (Online)

معاملات میں ان کی نظر زیادہ گہری نہ تھی۔اس کیفیت کو وہ ایک شعر میں یوں بیان کرتے ہیں:

میں میکدے کی راہ سے ہو کر نکل گیا
ورنہ سفر حیات کا کتنا طویل تھا(۴)

چناں چہ یہ کہنا غلط نہ ہوگا کہ عدمؔ کی شاعری بے شمار صفات کی حامل ہے،مگر ایک نمایاں وصف ان کا اندازِ تکلم ہے،جس میں بے ساختہ پن پایا جاتا ہے۔اس ضمن میں ڈاکٹر وزیر آغا لکھتے ہیں:

عدمؔ کی شاعرانہ مقبولیت کی ایک وجہ ان کا اندازِ تکلم ہے،جس میں بلا کی بے ساختگی اور بے تکلفی ہے۔عدمؔ عام بول چال کی زبان میں بات کرتا ہے۔اس کی چھوٹی بحر کی بیشتر غزلوں میں سہلِ ممتنع کا ذائقہ ہے، جو قاری کو آنِ واحد میں اپنے جادو میں جکڑ لیتا ہے۔(۵)

عبدالحمید عدمؔ نے شعری میدان میں ایک نظم نگار کی حیثیت سے قدم رکھا تھا اور اس سلسلے میں ان کا پہلا مجموعہ کلام ''نقشِ دوام'' ۱۹۳۴ء میں منظر عام پر آیا۔مگر اس کے بعد انھوں نے غزل کو اپنا میدان بنایا اور اخیر عمر تک ان کا غالب رجحان غزل کی طرف ہی رہا۔عدمؔ بسیار نویس تھے۔انھوں نے کل ۴۸ شعری مجموعے ترتیب دیے، جو ان کی قادر الکلامی کی دلیل ہے۔ایک کثیر تعداد میں شعری مجموعے ترتیب دینے والے شاعر کے بارے میں یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ انھیں عروض پر مکمل عبور تھا۔لیکن سوال یہ ہے کہ عروض کیا ہے؟ عروض اور شاعری کا باہم رشتہ کیا ہے؟ کیا عروض سے قطع نظر ہو کر بھی شعر تخلیق کیا جا سکتا ہے؟ اس سوال کا جواب یقیناً ہاں میں ہوگا۔کیوں کہ شاعری کا تعلق وجدان سے ہے اور یہ ایک الہامی قوت ہے۔اگر شاعر علم عروض سے واقف ہو تو اس کے کلام کو چار چاند لگ سکتے ہیں۔اس ضمن میں ڈاکٹر اسلم ضیا لکھتے ہیں:

شاعرانہ صلاحیت وہبی بھی ہے اور کسبی بھی۔عروض دانی سونے پر سہاگے کا کام کرتی ہے۔اردو کے بڑے شعرا اس سے ناواقف نہ تھے۔آج کے دور میں عروضی شعور شاعر کو حاصل ہو تو اس کی شاعری بہتر ہو سکتی ہے۔(۶)

علم عروض کی ابتدا عرب کے باشندے خلیل بن احمد نے کی تھی۔جن کے بارے میں یہ کہا جاتا ہے کہ انھوں نے اپنے نام کی بلندی کے لیے صحنِ کعبہ میں دعا کی تھی، جسے اللہ رب العزت نے شرفِ قبولیت بخشا۔عروض نام مکہ کا ہے اور خلیل بن احمد کو اس علم کا تصور مکہ میں ہوا، تو اسی مناسبت سے اسے عروض کے نام سے موسوم کیا گیا۔جبکہ شعر کے مصرع اولیٰ کا آخری حصہ بھی عروض کہلاتا ہے، جو شعر کی ساخت میں ایک ستون کی حیثیت

ISSN: 2519-6332 (Print), ISSN: 2708-1915 (Online)

رکھتا ہے۔اس بنا پر بھی اسے عروض کہا گیا۔ یہ علمِ عروض دراصل میزان شعر ہے۔ یہ وہ علم ہے جس کے ذریعے شعر کی موزونیت کا تصفیہ کیا جاتا ہے۔شعور اعظمی نے اپنی کتاب ''شعورِ عروض'' میں لکھا ہے کہ:

ان العروض میزان الشعر۔ (۷)

سید غلام حسنین قدر بلگرامی عروض کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

عروض بفتح اول وہ علم ہے جس سے احاطہ اوزان اور تناسب وتخالف باہمی اور تصرفات پسندیدہ و ناپسندیدہ دریافت ہوتے ہیں اور نظم و نثر کا وہ فرق جس میں اہلِ ذوق عاجز ہیں اس صناعت سے معلوم ہو جاتا ہے۔ (۸)

شعر اور عروض میں چولی دامن کا ساتھ ہے۔کیوں کہ یہی وہ زاویہ ہے جس کے ذریعے موزوں اور غیر موزوں کلام میں فرق کیا جاتا ہے۔ورنہ شعر اور نثر کا فرق مٹ جائے گا۔ پابندی عروض کی اہمیت کے حوالے سے ڈاکٹر علامہ محمد اقبال اپنے ایک دوست عباس علی خان لمعہ کے نام خط میں لکھتے ہیں کہ:

اگر ہم نے پابندیٔ عروض کی خلاف ورزی کی تو شاعری کا قلعہ ہی منہدم ہو جائے گا۔ (۹)

یہ درست ہے کہ شاعری الہامی قوت ہے اور عروض جانے بغیر بھی شاعری کی جاتی ہے مگر تخیل و تفکر جب وزن و آہنگ سے ملتے ہیں تو شعری فضا بہت بلند ہو جاتی ہے۔ یہ ماننا پڑے گا کہ قدیم شعرا نہ صرف عروض سے واقفیت رکھتے تھے بلکہ اس پر خاص توجہ دیتے تھے۔مشاعروں میں غزلوں کے عروضی سقم پر اعتراض کیے جاتے۔ مولانا محمد حسین آزاد ''آبِ حیات'' میں ایک واقعہ نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

عظیم بیگ، شاگردِ سوداؔ نے ایک غزل مشاعرے میں سنائی جو بحر رجز میں تھی اس کے کچھ اشعار بحر رمل میں جا پڑے۔ سیّد انشاؔ نے وہیں تقطیع کی فرمائش کی بلکہ ایک مخمس بھی پڑھا۔ (۱۰)

محولہ بالا تحریر سے یہ واضح ہو جاتا ہے کہ عروض سے واقفیت شاعر کے لیے بے حد مفید ہے۔ کیوں کہ جو شاعر وزن و آہنگ کا خیال رکھتے ہیں ان کا کلام مقبولیت حاصل کرتا ہے۔عدمؔ زُود گو تھے۔انھوں نے وسیع ادبی سرمایہ چھوڑا، مگر ان کو زیادہ شہرت ''خرابات'' کی اشاعت سے ملی اور یہی وہ مجموعہ ہے جس نے ملکِ عدم کی طرف روانہ ہونے کے بعد بھی موصوف کو وجود بخشا۔ چناں چہ اب ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ شاعر کا وہ ادبی سرمایہ جس نے اسے شہرتِ عام اور بقائے دوام عطا کیا، اس کی مقبولیت میں وزن و آہنگ کا معیار کیا ہے؟ لہٰذا اب ہم عدمؔ کی غزلیہ شاعری میں بحور و اوزان کا تجزیہ کرتے ہیں۔

ISSN: 2519-6332 (Print), ISSN: 2708-1915 (Online)

عدمؔ کا یہ مجموعہ (خرابات) پہلی مرتبہ ۱۹۵۹ء میں (نیا ادارہ، لاہور) سے شائع ہوا۔ اس وقت ''خرابات'' کا جو ایڈیشن میرے زیرِ مطالعہ ہے وہ (چودھری اکیڈمی، لاہور) نے شائع کیا ہے۔ اس مجموعہ ''خرابات'' کا انتساب اختر شیرانی کے نام ہے۔ اس مجموعے کے ایک سونوے (۱۹۰) صفحات ہیں اور اس میں کل ایک سو ساٹھ (۱۶۰) غزلیات ہیں۔ کتاب کے آغاز میں یہ شعر درج ہے:

شاید مجھے نکال کے پچھتا رہے ہوں آپ
محفل میں اس خیال سے پھر آ گیا ہوں میں (۱۱)

عدمؔ کا مجموعہ (خرابات) نہ صرف ان کی مقبولیت کا باعث بنا بلکہ ان کی پہچان بن گیا۔ عدمؔ نے اپنی شاعری کی جملہ خصوصیات کو اس مجموعے میں سمو دیا ہے۔ اس میں عدم کا رنگِ تغزل بہت منفرد اور نکھرا ہوا ہے۔ کتاب کا آغاز سہل ممتنع کی اس معروف و مترنم غزل سے ہوتا ہے، جس کا مطلع ہے:

وہ باتیں تری، وہ فسانے ترے
شگفتہ شگفتہ، بہانے ترے (۱۲)

عدمؔ کو لفظی تراکیب کے استعمال پر کمال مہارت حاصل تھی۔ وہ الفاظ و تراکیب کا اس خوبی سے استعمال کرتے کہ اشعار میں کہیں بھی کوئی لفظ غیر مانوس محسوس نہیں ہوتا۔ وہ اپنے خوب صورت الفاظ و تراکیب کے ذریعے وزن و آہنگ میں اضافہ کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ان کے اشعار پڑھتے ہوئے قاری جھومنے لگتا ہے۔ ذیل کے اشعار میں ان کے ہاں الفاظ کے استعمال کے منفرد انداز ملاحظہ ہوں:

اے دوست سفینہ ہستی کا سیماب کی فطرت رکھتا ہے
آسودۂ ساحل رہ نہ سکا، آسودۂ طوفاں کیا ہو گا (۱۳)

خرد بھی اسیرِ نظر ہوگئی
تری آنکھ تھی کارگر ہوگئی (۱۴)

جو پھول بن نہیں سکتے وہ خار ہوتے ہیں
جفائے یا ر کے سانچے ہزار ہوتے ہیں (۱۵)

ISSN: 2519-6332 (Print), ISSN: 2708-1915 (Online)

جن اندھیروں میں چراغوں سے اجالا نہ ہوا
وہ اندھیرے تیری آنکھوں میں فروزاں ہوں گے[۱۶]

ان اشعار میں سیماب، آسودۂ طوفاں، اسیرِ نظر، کارگر، جفائے یار اور فروزاں جیسے الفاظ کس سلیقے سے آئے ہیں اور اپنی جگہ ایسے جڑے ہوئے ہیں کہ انھیں آگے پیچھے کرنے سے شعر کا تمام حسن غارت ہو جائے گا۔ اس طرح کی متعدد مثالیں عدمؔ کے کلام سے پیش کی جا سکتی ہیں۔ ان کی شاعری میں تراکیب کی دل آویزی اور جدت کا ایک جہاں آباد ہے۔ ضمیرِ صدف، رحمتِ الحاد، ساکنانِ گلشن، ساغرِ گل فام، عرفانِ عشق، ہجومِ عقل، حسنِ تغافل، چشمِ غزالاں، کنارۂ مژگاں، بوئے عنبر، تسنیم و سلسبیل، تسکینِ اضطراب، نورِ بستہ اور پرستشِ اصنام جیسی لفظی تراکیب عدمؔ کے انفرادی اسلوب بیان کا پتا دیتی ہیں۔

عبدالحمید عدمؔ کی شاعرانہ عظمت سے انکار ممکن نہیں۔ ان کی اس عظمت میں وزن و آہنگ کو خاص اہمیت حاصل ہے جو میر تقی میرؔ کے اس شعر کے مصداق ہے کہ:

شرط سلیقہ ہے ہر اک امر میں
عیب بھی کرنے کو ہنر چاہیے[۱۷]

عدمؔ کو زبان و بیان پر قدرت حاصل تھی۔ ان پہلوؤں کو مدنظر رکھتے ہوئے عدمؔ کی شاعرانہ عظمت کا جائزہ بااعتبارِ عروض لیا جاتا ہے۔ اگرچہ کسی شاعر کے کلام کا عروضی مطالعہ آسان کام نہیں۔ بہت سی عمیق بحروں میں غوطے کھانے پڑتے ہیں۔ عروض و ضرب کی بیشتر اصطلاحوں سے زدوکوب ہونا پڑتا ہے، تب جا کر موزوں اور غیر موزوں بحر میں تمیز ممکن ہوتی ہے۔ لیکن شاعر کے فن کا جائزہ لینے کے لیے ''عروض'' سنگِ میل کی حیثیت رکھتا ہے۔ چناں چہ ذیل میں عدمؔ کے مجموعہ ''خرابات'' کی غزلیات کا عروضی مطالعہ پیش کیا جاتا ہے۔ اس مجموعے میں غزلوں کے علاوہ ''مختصرات'' کے عنوان سے چند اشعار بھی ملتے ہیں تاہم یہ اشعار میرے موضوع میں شامل نہیں۔ عدمؔ کے اس مجموعے میں ایک سو ساٹھ (۱۶۰) غزلیات ہیں۔ جن میں اٹھارہ (۱۸) اوزان مستعمل ہیں۔ راقم نے ان اوزان و بحور کو چار طرح پر تقسیم کیا ہے۔ دس اور گیارہ ہجوں والے اوزان کو ''کوتاہ''، تیرہ اور چودہ ہجوں والے اوزان کو ''متوسط''، پندرہ اور سولہ ہجوں والے اوزان کو ''بلند'' کا نام دیا ہے، جبکہ متناوب اوزان میں، ان اوزان کو رکھا ہے جو دو ٹکڑوں میں بٹ جاتے ہیں۔ میں نے ہر وزن کا استعمال فی صد دیکھا ہے۔ اب ہم عدمؔ کی غزلیہ شاعری میں اوزان کا جائزہ لیتے ہیں جو ان کے ہاں مستعمل ہیں۔ بعد ازاں ارکان بحر کے ساتھ غزل کا ایک ایک مصرع بطور نمونہ پیش کیا جائے گا۔

ISSN: 2519-6332 (Print), ISSN: 2708-1915 (Online)

اوزان کوتاہ

نام بحر	وزن نمبر	وزن	تعداد غزلیات	فی صد
بحر خفیف مخبون محذوف/مقصور	(۱)	فاعلاتن مفاعلن فَعِلن/فِعْلن (۲بار)	۱۷	٪۱۰ء۶۲۵
بحر متقارب مثمن سالم	(۲)	فعولن فعولن فعولن فعولن (۲بار)	۱۳	٪۸ء۱۲۵
بحر ہزج مسدس محذوف	(۳)	مفاعیلن مفاعیلن فعولن (۲بار)	۳	٪۱ء۸۷۵
بحر رمل مسدس محذوف	(۴)	فاعلاتن فاعلاتن فاعلن (۲بار)	۳	٪۱ء۸۷۵
بحر متقارب مثمن اثلم مقبوض محبق	(۵)	فاع فعولن فِعْلن فِعْلن (۲بار)	۲	٪۸ء۱۲۵
بحر متقارب مثمن محذوف	(۶)	فعولن فعولن فعولن فَعَل (۲بار)	۲	٪۸ء۱۲۵
بحر متقارب مثمن اثلم مقبوض	(۷)	فَعْلُ فعولن فَعْلُ فعولن (۲بار)	۱	٪۰ء۶۲۵
		میزان:	۴۱	٪۲۵ء۶۲۵

کوتاہ اوزان میں مجموعی طور پر اکتالیس (۴۱) غزلیں ہیں اور اس کا استعمال ٪۲۵ء۶۲۵ فی صد ہے۔ کوتاہ اوزان میں سے وزن شمارہ نمبر (۱) اور (۲) میں عدم نے زیادہ غزلیں کہی ہیں، جبکہ دیگر اوزان کا استعمال نسبتاً کم ہے۔ وزن شمارہ نمبر (۷) میں تو صرف ایک غزل ہے۔

اوزان متوسط

نام بحر	وزن نمبر	وزن	تعداد غزلیات	فی صد
بحر مضارع مثمن اخرب مکفوف/ مم	(۸)	مفعول فاعلات مفاعیل فاعلات / فاعلن (۲بار)	۴۱	٪۲۵ء۶۲۵
بحر مجتث مثمن مخبون محذوف/ مقصور	(۹)	مفاعلن فعِلاتن مفاعلن فَعِلن/فِعْلن (۲بار)	۳۳	٪۲۰ء۶۲۵
بحر رمل مثمن مخبون محذوف/مقصور	(۱۰)	فاعلاتن فعِلاتن فعِلاتن فَعِلن/فِعْلن (۲بار)	۱۳	٪۸ء۱۲۵
بحر رمل مثمن محذوف	(۱۱)	فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلن (۲بار)	۹	٪۵ء۶۲۵

ISSN: 2519-6332 (Print), ISSN: 2708-1915 (Online)

بحر ہزج مثمن اخرب مکفوف محذوف	(۱۲)	مفعول مفاعیل مفاعیل فعولن (۲بار)	۵	۳٪۱۲۵ء
میزان:			۱۰۱	۶۳٪۱۲۵ء

عدمؔ نے متوسط اوزان میں (۶۳٪۱۲۵ء) غزلیں کہی ہیں۔ وزن شمارہ نمبر (۸) اور (۹) میں زیادہ غزلیں ہیں۔ اور ان میں سے بھی وزن۔ (۸) (مفعول فاعلات مفاعیل فاعلن) کا استعمال سب سے زیادہ ہے، جو بڑا رواں دواں آہنگ ہے۔ یہ آہنگ ان کو بہت پسند تھا اور بڑی خوبی سے وہ اس میں لفظوں کو سجاتے ہیں۔ اس کے بعد بالترتیب وزن (۹) اور وزن (۱۰) آتے ہیں۔ عدمؔ متوسط اوزان کو زیادہ پسند کرتے ہیں، اس لیے زیادہ غزلیں انھی اوزان میں تخلیق کی ہیں۔

اوزان بلند

نام بحر	وزن نمبر	وزن	تعداد غزلیات	فی صد
بحر متقارب مثمن مقبوض اثلم مضاعف	(۱۳)	فعولُ فعلن (۸بار)	۶	۳٪۷۵ء
بحر ہزج مثمن سالم	(۱۴)	مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن (۲بار)	۵	۳٪۱۲۵ء
میزان:			۱۱	۶٪۸۷۵ء

عدمؔ کے ہاں وزن شمارہ نمبر (۱۳) اور (۱۴) کا استعمال قریباً برابر ہے۔ دونوں اوزان خوش آہنگ اور روانی میں بے نظیر ہیں۔ اوزان بلند میں موسیقیت زیادہ پائی جاتی ہے۔

اوزان متناسب

نام بحر	وزن نمبر	وزن	تعداد غزلیات	فی صد
بحر متدارک مثمن مخبون مسکن مقطوع	(۱۵)	فِعْلن فَعِلن (۸بار)	۳	۱٪۸۷۵ء
بحر ہزج مربع اشتر مقبوض مضاعف	(۱۶)	فاعلن مفاعلن فاعلن مفاعلن (۲بار)	۲	۱٪۲۵ء

ISSN: 2519-6332 (Print), ISSN: 2708-1915 (Online)

بحر رجز مثمن مطوی مخبون	(۱۷) مفتعلن مفاعلن مفتعلن مفاعلن (۲بار)	۱	%۶۲۵ء۰
بحر مضارع مثمن اخرب	(۱۸) مفعول فاعلاتن مفعول فاعلاتن (۲بار)	۱	%۶۲۵ء۰
میزان:		۷	%۳۷۵ء۴

عدم نے متناوب اوزان کا استعمال زیادہ نہیں کیا تاہم وزن شمارہ نمبر (۱۵) میں تین (۳) غزلیں کہی ہیں جو کہ طویل بحر ہے۔

ذیل میں اس اجمال کی تفصیل پیش کرتے ہوئے ہر غزل کا پہلا مصرع درج کیا جاتا ہے۔

۱۔ **بحر خفیف مخبون محذوف/مقصور** فاعلاتن مفاعلن فَعِلن/فِعْلن

۱۔ لے بجھی میری کائنات مجھے[۱۸]

۲۔ آپ کا غم کسے عزیز نہیں[۱۹]

۳۔ دیکھ کر دل کشی زمانے کی[۲۰]

۴۔ عہد مستی ہے لوگ کہتے ہیں[۲۱]

۵۔ بال کس شوخ نے بکھیرے ہیں[۲۲]

۶۔ مشعلیں جھومتے ستاروں کی[۲۳]

۷۔ لے کے دل میں غبار بیٹھے ہیں[۲۴]

۸۔ ایک دن یوں وہ فتنۂ کار آئے[۲۵]

۹۔ غم کے عنواں نکھر ہی جائیں گے[۲۶]

۱۰۔ زہد کا خوب کام چلتا ہے[۲۷]

۱۱۔ اتنے نزدیک آئے جاتے ہیں[۲۸]

۱۲۔ روشنی مے کے آبگینوں کی[۲۹]

۱۳۔ اس قدر بے رخی نہ فرماؤ[۳۰]

۱۴۔ ہم تو آگ کی لو لگائے ہیں[۳۱]

۱۵۔ سو کے جب وہ نگار اٹھتا ہے[۳۲]

۱۶۔ پھول ہیں، ساز ہیں، پیالے ہیں[۳۳]

ISSN: 2519-6332 (Print), ISSN: 2708-1915 (Online)

۱۷۔ زخم دل کے اگر سیئے ہوتے[۳۴]

۲۔ بحر متقارب مثمن سالم فعولن فعولن فعولن فعولن

۱۔ ارے میگسارو! سویرے سویرے[۳۵]

۲۔ تیری زلف کے سائے لہرا رہے ہیں[۳۶]

۳۔ جوانی ہے یا گرمیوں کا مہینا[۳۷]

۴۔ خدا سازسی بات ہونے لگی ہے[۳۸]

۵۔ کہانی بڑی مختصر ہو رہی ہے[۳۹]

۶۔ نہ کھاؤ فریب اپنی رعنائیوں کے[۴۰]

۷۔ کبھی دورِ پیمانۂ ارغواں ہے[۴۱]

۸۔ ترا درد آرامِ جاں ہو رہا ہے[۴۲]

۹۔ کوئی سو گیا ہے، کوئی سو رہا ہے[۴۳]

۱۰۔ نہ سوزِ محبت، نہ سوزِ جوانی[۴۴]

۱۱۔ کہاں ہیں مئے ارغواں دینے والے[۴۵]

۱۲۔ چلے ہو غریبوں سے رنجور ہو کر[۴۶]

۱۳۔ ہوا ناچتی ہے، فضا گا رہی ہے[۴۷]

۳۔ بحر ہزج مسدس محذوف مفاعیلن مفاعیلن فعولن

۱۔ ہجومِ ہوش ہے اک جام دینا[۴۸]

۲۔ بڑی دل چسپ غفلت ہو گئی ہے[۴۹]

۳۔ نئے خُم اور پیمانے خریدے[۵۰]

۴۔ بحر رمل مسدس محذوف فاعلاتن فاعلاتن فاعلن

۱۔ دوستوں کے نام یاد آنے لگے[۵۱]

ISSN: 2519-6332 (Print), ISSN: 2708-1915 (Online)

۲۔میکدہ تھا، چاندنی تھی، میں نہ تھا[۵۲]
۳۔زندگی ناساز ہے یا ٹھیک ہے[۵۳]

۵۔ بحر متقارب مثمن اثلم مقبوض محبق فاع فعولن فِعْلن فِعْلن

۱۔ بیٹھ گیا دل چلتے چلتے[۵۴]
۲۔عمر گزاری مرتے مرتے[۵۵]

۶۔ بحر متقارب مثمن محذوف فعولن فعولن فعولن فَعَل

۱۔ وہ باتیں تری، وہ فسانے ترے[۵۶]
۲۔خرد بھی اسیرِ نظر ہو گئی[۵۷]

۷۔ بحر متقارب مثمن اثلم مقبوض فَعْلُ فعولن فَعْلُ فعولن

۱۔ان کا تغافل کام نہ آیا[۵۸]

۸۔ بحر مضارع مثمن اخرب مکفوف/مم مفعول فاعلات مفاعیل فاعلات/ فاعلن

۱۔ کشتی چلا رہا ہے مگر کس ادا کے ساتھ[۵۹]
۲۔مشکل یہ آپڑی ہے کہ گردش میں جام ہے[۶۰]
۳۔اک رات تیری شمعِ شبستان رہا ہوں میں[۶۱]
۴۔ ہر دل فریب چیز نظر کا غبار ہے[۶۲]
۵۔اک لمحہ میکدے میں جو ہم لوگ آ گئے[۶۳]
۶۔ساقی شراب لا کہ طبیعت اداس ہے[۶۴]
۷۔ پابندیٔ حیات سے آزاد ہو گئے[۶۵]
۸۔آواز دو تبسمِ بادِ بہار کو[۶۶]
۹۔آواز دے کے وہ کہیں مستور ہو گئے[۶۷]

ISSN: 2519-6332 (Print), ISSN: 2708-1915 (Online)

۱۰۔ معشوق گر رہے ہیں جوانی کے بوجھ سے (۶۸)

۱۱۔ غم کا غبار آنکھ میں ایسے سما گیا (۶۹)

۱۲۔ بربط کے تار کو ذرا انگلی لگا بھی دے (۷۰)

۱۳۔ کونین کو نظر میں نہ لا میرے سامنے (۷۱)

۱۴۔ اتنی نہ مہ وشوں کو پلاؤ بہار میں (۷۲)

۱۵۔ اے دوست اک غریب سے اتنا خفا نہ ہو (۷۳)

۱۶۔ پیوست قلب و روح میں جب وہ نظر ہوئی (۷۴)

۱۷۔ لب جامِ آتشیں کے کنارے سے مل گیا (۷۵)

۱۸۔ جب تک مرے سبو میں ذرا سی شراب ہے (۷۶)

۱۹۔ اجڑی ہوئی بہار کے کانٹے ہرے رہے (۷۷)

۲۰۔ کھلنے لگی ہیں باغ میں کلیاں بہار کی! (۷۸)

۲۱۔ اے یارِ خوش خرام زمانہ خراب ہے (۷۹)

۲۲۔ لہرا کے جھوم جھوم کے لا، مسکرا کے لا (۸۰)

۲۳۔ اہلِ وفا کے حال پہ تھوڑا سا غور کر (۸۱)

۲۴۔ دنیا پہ اعتبار نہ کرتے تو ظلم تھا (۸۲)

۲۵۔ دل میں ہزار رنگ کے نقش و نگار تھے (۸۳)

۲۶۔ ساحل کے رُخ نہ آؤں اگر میرا بس چلے (۸۴)

۲۷۔ میرے ہر اک نفس پہ تیرا اختیار تھا (۸۵)

۲۸۔ جانا ہے اے نسیم مجھے کوئے یار تک (۸۶)

۲۹۔ ٹپکا لہو چمن کا رگِ آفتاب سے (۸۷)

۳۰۔ ساقی کے گیسوؤں کی ہوا کھا رہا ہوں میں (۸۸)

۳۱۔ ماضی کی یاد بن کے مرے دل میں آیئے (۸۹)

۳۲۔ کوئی حسین واقفِ خوئے وفا نہیں (۹۰)

۳۳۔ چھیڑی ہے جب بھی ہم نے ترے پیرہن کی بات (۹۱)

ISSN: 2519-6332 (Print), ISSN: 2708-1915 (Online)

۳۴۔ مدت ہوئی ہے درد کا درماں کیے ہوئے(۹۲)
۳۵۔غم ہائے روزگار میں وہ دل کشی رہی(۹۳)
۳۶۔ کیوں اُڑ رہا ہے رنگ دلِ بے قرار کا(۹۴)
۳۷۔ پھولوں کی آرزو میں بڑے زخم کھائے ہیں(۹۵)
۳۸۔ جب سے موافقت ہے مئے لالہ فام سے(۹۶)
۳۹۔نکلی ہے فال اہلِ خرد کی کتاب سے(۹۷)
۴۰۔ساقی غمِ زمانہ کو دشنام چاہیے(۹۸)
۴۱۔ دل ہے بڑی خوشی سے اسے پائمال کر(۹۹)

۹۔ بحر مجتث مثمن مخبون محذوف/مقصور مفاعلن فعِلاتن مفاعلن فَعِلن/فِعْلن

۱۔ نگاہِ یار میں ترغیبِ رسم و راہ نہیں(۱۰۰)
۲۔سکونِ قلب کا تھوڑا سا اہتمام تو کر(۱۰۱)
۳۔فروغِ جام تو ہے، بوئے زلفِ یار تو ہے(۱۰۲)
۴۔مزاجِ دل نہ ملا، دوست کی رضا نہ ملی(۱۰۳)
۵۔ جفا کا لطف باندازۂ وفا نہ ملا(۱۰۴)
۶۔مرے نصیب کو دستِ قضا میں چھوڑ دیا(۱۰۵)
۷۔فریبِ رنگِ نظر اتنا استوار نہ تھا(۱۰۶)
۸۔ ہوس یہ ہے کہ کوئی دل نشیں گناہ کروں(۱۰۷)
۹۔کرم کا وقت و فراغت پہ انحصار نہیں(۱۰۸)
۱۰۔خدا کو سجدہ نہ کر گل رخوں کو پیار نہ کر(۱۰۹)
۱۱۔ رباب و چنگ نہیں، مطرب و شراب نہیں(۱۱۰)
۱۲۔امید چشمِ کرم اک حسین بھول نہ ہو(۱۱۱)
۱۳۔ترے عتاب کی روداد ہو گیا ہوں میں(۱۱۲)
۱۴۔خدا ملا تو اسے دادِ برملا دوں گا(۱۱۳)

ISSN: 2519-6332 (Print), ISSN: 2708-1915 (Online)

۱۵۔ کسی کی یاد کو دل میں بسائے بیٹھے ہیں (۱۱۴)

۱۶۔ سکوتِ آہ کا مفہوم کون سمجھے (۱۱۵)

۱۷۔ نگاہ کو کسی صورت کی پیاس رہتی ہے (۱۱۶)

۱۸۔ غرورِ عشق کا شاید مآل آتا ہے (۱۱۷)

۱۹۔ شباب میں بھی یہی گردشِ زمانہ تھی (۱۱۸)

۲۰۔ وہ میرے سجدے کی ایک دن جو آرزو کرتے (۱۱۹)

۲۱۔ نقاب رخ سے کبھی یوں اٹھا دیا ہوتا (۱۲۰)

۲۲۔ کچھ اس ادا سے نسیمِ بہار گزری ہے (۱۲۱)

۲۳۔ خلوص وصدق کے بے لوث داغ جلتے ہیں (۱۲۲)

۲۴۔ غمِ حیات کو کچھ خوش گوار کرلوں گا (۱۲۳)

۲۵۔ کسی کی جنبشِ مژگاں کا ذکر آیا تھا (۱۲۴)

۲۶۔ مزاج دل کا خلل آفریں ہے جینے میں (۱۲۵)

۲۷۔ ہجومِ گردشِ ایام میں رہے ہیں ہم (۱۲۶)

۲۸۔ اُداس اُداس گلستاں سلام کہتے ہیں (۱۲۷)

۲۹۔ تری نگاہ کو بیمار کس نے دیکھا ہے (۱۲۸)

۳۰۔ جنابِ شیخ تمھیں کیسی بدگمانی ہے! (۱۲۹)

۳۱۔ حیات نام ہے جس کا شرار ہے ساقی (۱۳۰)

۳۲۔ جو پھول بن نہیں سکتے، وہ خار ہوتے ہیں (۱۳۱)

۳۳۔ شراب ملتی ہے اور بے حساب ملتی ہے (۱۳۲)

۱۰۔ بحر رمل مثمن مخبون محذوف/مقصور فاعلاتن فعِلاتن فعِلاتن فَعِلن/فِعْلن

۱۔ عشق کو شکوۂ بے مہریٔ حالات نہیں (۱۳۳)

۲۔ رقص ہے فطرتِ دل، کون ومکاں رقص میں ہے (۱۳۴)

۳۔ اعتقادات کا سم چارۂ آلام نہیں (۱۳۵)

ISSN: 2519-6332 (Print), ISSN: 2708-1915 (Online)

۴۔ایک عنواں کا تجسس ہے کہانی کے لیے (۱۳۶)
۵۔ہم کچھ اس ڈھب سے ترے گھر کا پتا دیتے ہیں (۱۳۷)
۶۔جب گھٹا صحنِ خرابات پہ چھا جاتی ہے (۱۳۸)
۷۔یوں بھی اکثر تری تصویر نظر آتی ہے (۱۳۹)
۸۔مجھ سے ملتے ہوئے وہ اس طرح شرماتے ہیں (۱۴۰)
۹۔میرے محبوب تری زلف پریشاں کیوں ہے (۱۴۱)
۱۰۔راہزن، راہ نما گام پہ گام آئیں گے (۱۴۲)
۱۱۔دل کی تسکین کے کچھ ایسے بھی ساماں ہوں گے (۱۴۳)
۱۲۔روح مغموم ہے، دل ڈوب رہا ہے ساقی (۱۴۴)
۱۳۔نورِ سیال میں تلخی کا ذرا سا عنصر (۱۴۵)

۱۱۔ بحر رمل مثمن محذوف فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلن

۱۔اب دو عالم سے صدائے ساز آتی ہے مجھے (۱۴۶)
۲۔ہر طرف تیری مروت کے نشاں موجود ہیں (۱۴۷)
۳۔جب تری بھیگی ہوئی زلفیں پریشاں ہو گئیں (۱۴۸)
۴۔زیست کا مفہوم پوچھا تھا کہ اک جام آ گیا (۱۴۹)
۵۔آ گیا تھا ان کے ہونٹوں پر تبسم خواب میں (۱۵۰)
۶۔ایک بے بنیاد سا اندیشۂ اوہام ہے (۱۵۱)
۷۔دوست دل کے مسئلے میں میرے کام آئیں گے کیا (۱۵۲)
۸۔پھول ہیں صحنِ چمن میں جا بجا چٹکے ہوئے (۱۵۳)
۹۔دولتِ عقلِ پشیماں بیچنے والا ہوں میں (۱۵۴)

۱۲۔ بحر ہزج مثمن اخرب مکفوف محذوف مفعول مفاعیل مفاعیل فعولن

۱۔یا زہرہ جبینوں کی مناجات کریں گے (۱۵۵)

ISSN: 2519-6332 (Print), ISSN: 2708-1915 (Online)

۲۔ خالی ہے ابھی جام، میں کچھ سوچ رہا ہوں (۱۵۶)
۳۔ روٹھے ہوئے یاروں سے میرا ذکر نہ کرنا (۱۵۷)
۴۔ جس چیز میں مدہوشیٔ صہبا کا اثر ہے (۱۵۸)
۵۔ وہ زلفِ پریشاں کہیں لہرائی ہوئی ہے (۱۵۹)

۱۳۔ بحر متقارب مثمن مقبوض اثلم مضاعف فعولُ فعلن (۴ بار)

۱۔ جہاں فقیروں کو گھیر لیتی ہے ناگہاں گردشِ زمانہ (۱۶۰)
۲۔ یہ کیسی سرگوشیٔ ازل سازِ دل کے پردے ہلا رہی ہے (۱۶۱)
۳۔ مری نظر کے حسین دھوکے کچھ اس طرح گلفشاں رہیں گے (۱۶۲)
۴۔ نگاہ اندوہ ناک، چہرہ اداس، دل بے قرار کیوں ہے (۱۶۳)
۵۔ وہی نگاہیں، وہی تبسم، وہی ادائیں، وہی اشارے (۱۶۴)
۶۔ تری جبیں اس قدر حسیں ہے کہ اس کو تھوڑا سا پیار کرلوں (۱۶۵)

۱۴۔ بحر ہزج مثمن سالم مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن

۱۔ ہوا سنکے تو خاروں کو بڑی تکلیف ہوتی ہے (۱۶۶)
۲۔ فضائے بندگی لا انتہا معلوم ہوتی ہے (۱۶۷)
۳۔ تہی بھی ہوں تو پیمانے حسیں معلوم ہوتے ہیں (۱۶۸)
۴۔ عنایت کر اگر تہمت رہا اک جام ہے ساقی (۱۶۹)
۵۔ اگر آغاز آزادِ غمِ انجام ہو جائے (۱۷۰)

۱۵۔ بحر متدارک مثمن مخبون مسکن مقطوع فِعْلن فَعِلن (۴ بار)
۱۔ تسکین کی صورت کیا ہوگی آرام کا امکاں کیا ہوگا (۱۷۱)
۲۔ ہر چند دھندلکے چھائے ہیں اے شامِ غریباں آہ نہ بھر (۱۷۲)

ISSN: 2519-6332 (Print), ISSN: 2708-1915 (Online)

۳۔ کچھ قلب بھی ہے حساس مرا کچھ رات بھی کافر آئی ہے[۱۷۳]

۱۶۔ بحر ہزج مربع اشتر مقبوض مضاعف فاعلن مفاعلن فاعلن مفاعلن

۱۔ ہم نے حسرتوں کے داغ آنسوؤں سے دھو لیے[۱۷۴]

۲۔ عقل سرد شعلہ ہے، عشق گرم پانی ہے[۱۷۵]

۱۷۔ بحر رجز مثمن مطوی مخبون مفتعلن مفاعلن مفتعلن مفاعلن

۱۔ ہوش کا جو بھی خار تھا برگِ گلاب ہو گیا[۱۷۶]

۱۸۔ بحر مضارع مثمن اخرب مفعول فاعلاتن مفعول فاعلاتن

۱۔ ہم آہ بھر چکے ہیں، وہ مسکرا چکے ہیں[۱۷۷]

اس تفصیلی تجزیے سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ عدمؔ نے مجموعہ خرابات کا ۷۳ء۱۲۵٪ فی صد حصہ (۱۱۷ غزلیں) صرف پانچ (۵) مختلف اوزان میں نظم کیا ہے۔ لہٰذا انھی پانچ (۵) اوزان کو عدمؔ کے پسندیدہ اوزان کہا جا سکتا ہے۔ ان اوزان کی ترتیب غزلوں کی تعداد کے لحاظ سے یہ ہے۔

نام بحر	وزن نمبر	وزن	تعداد غزلیات	فی صد
بحر مضارع مثمن اخرب مکفوف/ مم	(۸)	مفعول فاعلات مفاعیل فاعلن	۴۱	۲۵ء۶۲۵٪
بحر مجتث مثمن مخبون محذوف/ مقصور	(۹)	مفاعلن فعِلاتن مفاعلن فَعِلن/ فِعْلن	۳۳	۲۰ء۶۲۵٪
بحر خفیف مخبون محذوف مقصور	(۱)	فاعلاتن مفاعلن فِعْلن	۱۷	۱۰ء۶۲۵٪
بحر متقارب مثمن سالم	(۲)	فعولن فعولن فعولن فعولن	۱۳	۸ء۱۲۵٪
بحر رمل مثمن مخبون محذوف/ مقصور	(۱۰)	فاعلاتن فعِلاتن فعِلاتن فَعِلن/ فِعْلن	۱۳	۸ء۱۲۵٪
		میزان:	۱۱۷	۷۳ء۱۲۵٪

ISSN: 2519-6332 (Print), ISSN: 2708-1915 (Online)

عدمؔ کا سب سے محبوب وزن (مضارع مثمن اخرب مکفوف محذوف مقصور) ہے۔ بہت ہی رواں دواں اور جوش وخروش آہنگ کا حامل ہے۔ یہ نہایت سبک رفتار آہنگ ہے۔ میرؔ، غالبؔ اور اقبالؔ حتیٰ کہ ہر دور کے شعرا نے اس میں طبع آزمائی کی ہے۔ وزن شمارہ نمبر(۹) دوسرے جبکہ وزن شمارہ نمبر(۱) تیسرے نمبر پر پسندیدہ ہے۔ وزن نمبر(۲) اور (۱۰) جو کہ چوتھے نمبر پر پسندیدہ ہیں، اتفاق سے ان کا استعمال یکساں ہے۔ ان پانچ (۵) اوزان کی طرف شاعر کا بار بار ملتفت ہونا اس بات کا غماز ہے کہ عدمؔ کے مزاج میں ان اوزان کی روانی اور ان کا آہنگ زیادہ رچا ہوا تھا۔ عدمؔ کے ان پسندیدہ اوزان کی دریافت کے بعد یہ سوال ذہن میں آتا ہے کہ عدمؔ نے انھی اوزان کو بار بار کیوں اختیار کیا اور غزل کے دیگر مترنم اور خوش آہنگ اوزان کو کیوں رد کیا؟ اس سوال کا جواب یقیناً آسان نہیں، کیوں کہ یہ اوزان و بحور شاعر کے سانچے ہوتے ہیں۔ وہ ان میں کسے استعمال کرے اور کسے رد، اس کا تعلق فن کار کے مزاج سے ہوتا ہے۔ اس ضمن میں مغیث الدین فریدی اپنے ایک مضمون میں لکھتے ہیں:

> فن کی تخلیق میں ہر سانچہ اہم ہوتا ہے، شرط صرف یہ ہے کہ شاعر اپنے کمالِ فن کے اظہار کے لیے ان سانچوں کو موثر وسیلے کے طور پر استعمال کرے اپنے فن کو محض ان سانچوں کی نمائش کا آلہ کار نہ بنائے۔ ہر شاعر آزاد ہے، جس بحر کو چاہے اختیار کرے اور جس وزن کو چاہے ترک کر دے، مگر یہ ترک و اختیار اس کے ذوق و ذہن کا آئینہ دار ہوتا ہے۔(۱۴۸)

عدمؔ نے زیادہ غزلیں متوسط اوزان والی بحروں میں کہی ہیں لیکن ان کی تخلیقی توانائی چھوٹی بحروں میں بھی اپنا اعجاز دکھا گئی ہے۔ چھوٹی بحر کی حیثیت ایک کسوٹی کی مانند ہے، جس سے کسی شاعر کی زبان و بیان پر قدرت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ چھوٹی بحر میں غم کا اظہار زیادہ ہوتا ہے۔ کیوں کہ چھوٹی بحر کا تقاضا یہ ہے کہ اس میں زندگی کے تجربات کا خلاصہ پیش کیا جائے۔ اس ضمن میں محمد حسن عسکری فرماتے ہیں:

> چھوٹی بحر میں دل کا معاملہ ایسی بے ساختگی سے کھلتا ہے کہ سارے تکلفات بر طرف ہو جاتے ہیں۔ بڑی بحر میں تو ممکن بھی ہے کہ آدمی اپنا شخصی مزاج اور کردار چھپا لے جائے، مگر چھوٹی بحر تو لوہے کا کولھو ہے۔ گلاب ڈالو، گلاب کا عطر نکلے گا۔ یہاں آدمی کی اصلیت چھپائے نہیں چھپتی۔ کیوں کہ یہاں شاعر کو اپنے تجربے کا ہی جوہر نہیں، بلکہ اپنی پوری شخصیت کا جوہر پیش کرنا پڑتا ہے۔(۱۴۹)

عدمؔ لا ابالی طبیعت کے مالک تھے۔ ان کی غزلوں میں کہیں کہیں غم کا اظہار ملتا ہے، مگر ان غزلیات کی

ISSN: 2519-6332 (Print), ISSN: 2708-1915 (Online)

تعداد نسبتاً کم ہے۔ یہی وجہ ہے کہ عدمؔ نے متوسط بحروں کو زیادہ اختیار کیا ہے۔ کیوں کہ یہ اوزان ان کے مزاج سے مطابقت رکھتے ہیں۔ شاعر کے ماحول اور اس کے مزاج کا آپس میں گہرا تعلق ہوتا ہے۔ شاعر وہی اوزان استعمال کرتا ہے، جو اس کے داخلی اور خارجی ماحول سے موانست رکھتے ہیں۔ عدمؔ نے بھی اپنی شاعری میں غنائیت پیدا کرنے کے لیے جذبات کو الفاظ کے ذریعے وزن و آہنگ کی رو میں بہا کر زیر و بم عطا کیے ہیں۔

حواشی

۱۔ آل احمد سرور، ''غزل کا فن''، مشمولہ ''اردو غزل''، مرتبہ ڈاکٹر کامل قریشی (لاہور: پروگریسو بکس، ۱۹۸۹ء)، ص ۱۹

۲۔ سعادت سعید، ''بے لاگ تبصروں کا شاعر''، مشمولہ ''عبدالحمید عدمؔ: شخصیت اور فن''، مرتبہ اسرار زیدی (لاہور: شیخ غلام علی اینڈ سنز، ۱۹۸۲ء)، ص ۹۷، بار اوّل

۳۔ معین الحق، ''عدمؔ کا فن''، مشمولہ ''عبدالحمید عدمؔ: شخصیت اور فن''، ص ۱۳۳

۴۔ ڈاکٹر خواجہ محمد زکریا (مرتب)، ''کلیات عدم'' (لاہور: الحمد پبلشرز، ۲۰۰۹ء)، ص ۱۰۶

۵۔ ڈاکٹر وزیر آغا، ''عدمؔ کی شاعری''، مشمولہ ''عبدالحمید عدمؔ: شخصیت اور فن''، ص ۱۵۲

۶۔ ڈاکٹر محمد اسلم ضیا، ''علم عروض اور اردو شاعری'' (اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان، ۱۹۹۷ء)، ص ۶، طبع اوّل

۷۔ شعور اعظمی: ''شعور عروض'' (ممبئی: اردو چینل، ۲۰۰۶ء)، ص ۱۹

۸۔ غلام حسنین قدرؔ بلگرامی، ''قواعد العروض'' (لاہور: مقبول اکیڈمی، س ن)، ص ۱۶

۹۔ شیخ عطا اللہ (مرتب) ''اقبال نامہ (حصہ اول)، (لاہور: شیخ محمد اشرف، س ن)، ص ۲۸۰

۱۰۔ مولانا محمد حسین آزادؔ، ''آب حیات'' (لاہور: خزینۂ علم و ادب، ۲۰۰۱ء)، ص ۲۳۸

۱۱۔ عبدالحمید عدمؔ، ''خرابات'' (لاہور: چودھری اکیڈمی، س ن)، ص ۱۰

۱۲۔ ایضاً، ص ۱۱

۱۳۔ ایضاً، ص ۱۶

۱۴۔ ایضاً، ص ۱۹۰

۱۵۔ ایضاً، ص ۱۸۰

۱۶۔ ایضاً، ص ۱۷۴

۱۷۔ کلب علی خاں فائق (مرتب)، ''کلیات میر'' (جلد اول)، (لاہور: مجلس ترقی ادب، ۱۹۸۶ء) ص ۴۵۵، طبع دوم

۱۸۔ عبدالحمید عدمؔ، ''خرابات'' ص ۱۷

۱۹۔ ایضاً: ص ۶۷   ۲۰۔ ایضاً، ص ۲۰   ۲۱۔ ایضاً: ص ۴۲   ۲۲۔ ایضاً: ص ۴۵   ۲۳۔ ایضاً: ص ۷۴

۲۴۔ ایضاً: ص ۸۰   ۲۵۔ ایضاً: ص ۱۰۴   ۲۶۔ ایضاً: ص ۱۱۶   ۲۷۔ ایضاً: ص ۱۲۴   ۲۸۔ ایضاً: ص ۱۳۹

۲۹۔ ایضاً: ص ۱۴۴   ۳۰۔ ایضاً: ص ۱۴۵   ۳۱۔ ایضاً: ص ۱۶۴   ۳۲۔ ایضاً: ص ۱۷۶   ۳۳۔ ایضاً: ص ۱۹۳

۳۴۔ ایضاً: ص ۱۹۵   ۳۵۔ ایضاً: ص ۱۴   ۳۶۔ ایضاً: ص ۳۳   ۳۷۔ ایضاً: ص ۴۸   ۳۸۔ ایضاً: ص ۵۵

ISSN: 2519-6332 (Print), ISSN: 2708-1915 (Online)

۳۹۔ ایضاً: ص ۵۸	۴۰۔ ایضاً: ص ۶۶	۴۱۔ ایضاً: ص ۷۰	۴۲۔ ایضاً: ص ۱۰۱	۴۳۔ ایضاً: ص ۱۰۶
۴۴۔ ایضاً: ص ۱۰۹	۴۵۔ ایضاً: ص ۱۲۲	۴۶۔ ایضاً: ص ۱۶۰	۴۷۔ ایضاً: ص ۱۶۷	۴۸۔ ایضاً: ص ۲۴
۴۹۔ ایضاً: ص ۲۹	۵۰۔ ایضاً: ص ۳۷	۵۱۔ ایضاً: ص ۳۱	۵۲۔ ایضاً: ص ۵۱	۵۳۔ ایضاً: ص ۱۳۲
۵۴۔ ایضاً: ص ۸۴	۵۵۔ ایضاً: ص ۱۰۷	۵۶۔ ایضاً: ص ۱۱	۵۷۔ ایضاً: ص ۱۹۰	۵۸۔ ایضاً: ص ۱۵۶
۵۹۔ ایضاً: ص ۱۹	۶۰۔ ایضاً: ص ۲۳	۶۱۔ ایضاً: ص ۲۵	۶۲۔ ایضاً: ص ۲۷	۶۳۔ ایضاً: ص ۳۲
۶۴۔ ایضاً، ص ۳۴	۶۵۔ ایضاً: ص ۳۸	۶۶۔ ایضاً: ص ۴۰	۶۷۔ ایضاً: ص ۵۶	۶۸۔ ایضاً: ص ۵۷
۶۹۔ ایضاً: ص ۲۷	۷۰۔ ایضاً: ص ۳۷	۷۱۔ ایضاً: ص ۵۷	۷۲۔ ایضاً: ص ۸۱	۷۳۔ ایضاً: ص ۸۲
۷۴۔ ایضاً: ص ۸۵	۷۵۔ ایضاً: ص ۹۱	۷۶۔ ایضاً: ص ۹۵	۷۷۔ ایضاً: ص ۹۶	۷۸۔ ایضاً: ص ۹۷
۷۹۔ ایضاً: ص ۱۰۰	۸۰۔ ایضاً: ص ۱۰۸	۸۱۔ ایضاً: ص ۱۱۰	۸۲۔ ایضاً: ص ۱۱۱	۸۳۔ ایضاً: ص ۱۱۲
۸۴۔ ایضاً: ص ۱۱۳	۸۵۔ ایضاً: ص ۱۱۷	۸۶۔ ایضاً: ص ۱۱۸	۸۷۔ ایضاً: ص ۱۳۵	۸۸۔ ایضاً: ص ۱۳۶
۸۹۔ ایضاً: ص ۱۴۱	۹۰۔ ایضاً: ص ۱۴۶	۹۱۔ ایضاً: ص ۱۴۹	۹۲۔ ایضاً: ص ۱۵۰	۹۳۔ ایضاً: ص ۱۵۷
۹۴۔ ایضاً: ص ۱۵۹	۹۵۔ ایضاً: ص ۱۶۱	۹۶۔ ایضاً: ص ۱۶۲	۹۷۔ ایضاً: ص ۱۸۸	۹۸۔ ایضاً: ص ۱۸۹
۹۹۔ ایضاً: ص ۱۹۱	۱۰۰۔ ایضاً: ص ۶۰	۱۰۱۔ ایضاً: ص ۶۳	۱۰۲۔ ایضاً: ص ۶۵	۱۰۳۔ ایضاً: ص ۶۷
۱۰۴۔ ایضاً: ص ۷۷	۱۰۵۔ ایضاً: ص ۸۶	۱۰۶۔ ایضاً: ص ۸۹	۱۰۷۔ ایضاً: ص ۱۴۳	۱۰۸۔ ایضاً: ص ۱۵۲
۱۰۹۔ ایضاً: ص ۱۵۸	۱۱۰۔ ایضاً: ص ۱۷۱	۱۱۱۱۔ ایضاً: ص ۱۴۸	۱۱۲۔ ایضاً: ص ۱۲	۱۱۳۔ ایضاً: ص ۳۵
۱۱۴۔ ایضاً: ص ۳۹	۱۱۵۔ ایضاً: ص ۴۳	۱۱۶۔ ایضاً: ص ۴۴	۱۱۷۔ ایضاً: ص ۸۷	۱۱۸۔ ایضاً: ص ۹۰
۱۱۹۔ ایضاً: ص ۹۲	۱۲۰۔ ایضاً: ص ۹۴	۱۲۱۔ ایضاً: ص ۹۹	۱۲۲۔ ایضاً: ص ۱۰۵	۱۲۳۔ ایضاً: ص ۱۳۳
۱۲۴۔ ایضاً: ص ۱۵۳	۱۲۵۔ ایضاً: ص ۱۶۳	۱۲۶۔ ایضاً: ص ۱۶۶	۱۲۷۔ ایضاً: ص ۱۶۹	۱۲۸۔ ایضاً: ص ۱۷۲
۱۲۹۔ ایضاً: ص ۱۷۳	۱۳۰۔ ایضاً: ص ۱۷۸	۱۳۱۔ ایضاً: ص ۱۸۰	۱۳۲۔ ایضاً: ص ۱۹۲	۱۳۳۔ ایضاً: ص ۵۹
۱۳۴۔ ایضاً: ص ۶۱	۱۳۵۔ ایضاً: ص ۱۲۱	۱۳۶۔ ایضاً: ص ۲۲	۱۳۷۔ ایضاً: ص ۶۹	۱۳۸۔ ایضاً: ص ۹۳
۱۳۹۔ ایضاً: ص ۱۱۹	۱۴۰۔ ایضاً: ص ۱۲۳	۱۴۱۔ ایضاً: ص ۱۵۵	۱۴۲۔ ایضاً: ص ۱۶۸	۱۴۳۔ ایضاً: ص ۱۷۴
۱۴۴۔ ایضاً: ص ۱۸۴	۱۴۵۔ ایضاً: ص ۱۸۶	۱۴۶۔ ایضاً، ص ۳۶	۱۴۷۔ ایضاً: ص ۶۴	۱۴۸۔ ایضاً: ص ۱۲۵
۱۴۹۔ ایضاً: ص ۱۲۷	۱۵۰۔ ایضاً: ص ۱۳۱	۱۵۱۔ ایضاً: ص ۱۳۸	۱۵۲۔ ایضاً: ص ۱۶۵	۱۵۳۔ ایضاً: ص ۱۷۷
۱۵۴۔ ایضاً: ص ۱۸۲	۱۵۵۔ ایضاً: ص ۱۵	۱۵۶۔ ایضاً: ص ۱۸	۱۵۷۔ ایضاً: ص ۳۰	۱۵۸۔ ایضاً: ص ۷۸
۱۵۹۔ ایضاً: ص ۱۹۴	۱۶۰۔ ایضاً: ص ۱۳	۱۶۱۔ ایضاً: ص ۲۸	۱۶۲۔ ایضاً: ص ۴۹	۱۶۳۔ ایضاً: ص ۱۲۹
۱۶۴۔ ایضاً: ص ۱۲۸	۱۶۵۔ ایضاً: ص ۱۳۰	۱۶۶۔ ایضاً: ص ۲۶	۱۶۷۔ ایضاً: ص ۴۶	۱۶۸۔ ایضاً: ص ۵۴
۱۶۹۔ ایضاً: ص ۶۸	۱۷۰۔ ایضاً: ص ۱۷۹	۱۷۱۔ ایضاً: ص ۱۶	۱۷۲۔ ایضاً: ص ۵۳	۱۷۳۔ ایضاً: ص ۱۳۴
۱۷۴۔ ایضاً: ص ۲۱	۱۷۵۔ ایضاً: ص ۴۱	۱۷۶۔ ایضاً: ص ۱۰۳	۱۷۷۔ ایضاً: ص ۱۱۴	

۱۷۸۔ مغیث الدین فریدی، ''غالب کے پسندیدہ اوزان'' مشمولہ ''اردوئے معلّیٰ'' (غالب نمبر)، دہلی، شمارہ نمبر ۱۰ (فروری ۱۹۶۹ء)، ص ۳۰۹

۱۷۹۔ محمد حسن عسکری، ''ستارہ یا بادبان'' (علی گڑھ: ایجوکیشنل بک ہاؤس، بار اول، ۱۹۷۷ء)، ص ۱۶۷

ISSN: 2519-6332 (Print), ISSN: 2708-1915 (Online)

ماٰخذ

۱۔ آزادؔ، محمد حسین، مولانا، ''آبِ حیات''لاہور: خزینہ علم و ادب، ۲۰۰۱ء

۲۔ اعظمی، شعور، ''شعورِ عروض''، ممبئی، اردو چینل، ۲۰۰۶ء

۳۔ زکریا، خواجہ محمد، ڈاکٹر (مرتب)، ''کلیاتِ عدم''، لاہور: الحمد پبلشرز، ۲۰۰۹ء

۴۔ زیدی، اسرار (مرتب)، ''عبدالحمید عدمؔ: شخصیت اور فن''، لاہور: شیخ غلام علی اینڈ سنز، ۱۹۸۲ء

۵۔ سرور، آل احمد، ''غزل کا فن'' مشمولہ ''اردو غزل'' مرتبہ ڈاکٹر کامل قریشی، لاہور: پروگریسو بکس، ۱۹۸۹ء

۶۔ ضیا، محمد اسلم، ڈاکٹر، ''علم عروض اور اردو شاعری''، اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان، طبع اول، ۱۹۹۷ء

۷۔ عدمؔ، عبدالحمید، ''خرابات''، لاہور: چودھری اکیڈمی، س ن

۸۔ عسکری، محمد حسن، ''ستارہ یا بادبان''، علی گڑھ: ایجوکیشنل بک ہاؤس، بار اول، ۱۹۷۷ء

۹۔ عطاء اللہ، شیخ (مرتب) ''اقبال نامہ (حصہ اول)، لاہور: شیخ محمد اشرف، تاجر کتب کشمیری بازار، س ن

۱۰۔ فائق، کلب علی خاں (مرتب) ''کلیاتِ میر'' (جلد اول)، لاہور: مجلس ترقی ادب، طبع دوم، ۱۹۸۶ء

۱۱۔ قدر بلگرامی، غلام حسنین، ''قواعد العروض''، لاہور: مقبول اکیڈمی، س ن